ناجائز قرار دیا ہے۔ اور اسے شریعت کے خلاف بغاوت تصور کیا ہے۔ رابطہ عالم اسلامی کی فقہ اکیڈمی نے رحم مادر کی تجارت کی متعدد شکلیں بیان کرنے کے بعد چند طریقوں کو صحیح اور باقی کو حرام قرار دیا ہے۔ اور شیخ ابن بازؒ نے دینی جذبہ رکھنے والوں کو مذکورہ طریقہ نہ اختیار کرنے کی نصیحت کی ہے۔ (فقہی فیصلے، ص: ۱۶۰۔۱۶۶ ناشر: اسلامی فقہ اکیڈمی، دہلی)

۲۔ ایڈز کی شرعی حیثیت:

ایڈز ایک مہلک پیچیدہ وبائی مرض ہے جو مخصوص وائرس کے نتیجہ میں زندگی کو تباہ کر دیتا ہے۔ یہ آج بھی ناقابل علاج بنا ہوا ہے۔ جس کے خوف سے پوری دنیا لرزہ براندام ہے اور جو لوگ اس مرض میں گرفتار ہو جاتے ہیں وہ سماج کے ڈر سے نہ تو علاج کراتے ہیں اور نہ اسے ظاہر کرتے ہیں، اس کے لئے موثر ادویہ کی تلاش جاری ہے لیکن اس پر ابھی تک قابو نہیں پایا جاسکا ہے۔ یہ مرض جہالت و ناخواندگی کی وجہ سے پوری دنیا میں پھیل کر ہندوستان میں بھی داخل ہو چکا ہے۔ ذرائع ابلاغ نئے مرض کی حیثیت سے اس کا تعارف کرا رہا ہے لیکن یہ نہایت قدیم بیماری ہے جس کا تذکرہ قدیم طبی کتابوں میں قوت مدافعت ختم ہو جانے والی بیماری کے نام سے ملتا ہے۔ مگر اسے اب تک چھوت کی بیماری سمجھا جا رہا ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ یہ مرض H.I.V (Virus) وائرس کے ذریعہ انسانی جسم میں پھیلتا ہے جو ابتداء میں تو بہت معمولی اور غیر موثر ہوتا ہے۔ ایڈز کا پورا نام (Aquired Immune Deficiency Syndrome) ہے۔ اس کے وائرس کی اطلاع پہلی بار امریکہ کے سنٹر فار ڈیزیز کنٹرول کے سائنس دانوں نے ۱۹۸۱ میں دی تھی، پھر ۱۹۸۳ء میں فرانس کی راجدھانی پیرس میں ڈاکٹر موٹاگلیر نے ایڈز کے وائرس کی شناخت کا دعویٰ کیا اور اس کا نام (A.L.V.) رکھا، اگلے ہی سال ۱۹۸۴ء میں امریکی سائنسداں گیلی نے اس وائرس کی کھوج کی۔

علامات: تھکاوٹ کا محسوس ہونا، بھوک نہ لگنا، وزن کم ہونا، بخار، کھانسی، خارش، جسم میں گانٹھیں پڑ جانا، وغیرہ اس کی علامات ہوتی ہیں، اطباء کہتے ہیں کہ بعض لوگوں میں اس کی علامتیں دس سال تک ظاہر نہیں ہوتی ہیں بلکہ اس وقت اپنا اثر دکھاتی ہیں جب قوت مدافعت ختم ہو جاتی ہے اور اس کے وائرس انسانی جسم میں داخل ہو کر۔ ٹی (T) خلیوں کو تباہ کرنے لگتے ہیں جو جسم میں مدافعت کا کام کرتے ہیں۔

ایڈز کس طرح سے پھیلتا ہے؟: اس مرض کا وائرس زیادہ تر خون اور مادۂ تولید میں پایا جاتا ہے۔ چنانچہ جب ایک شخص اپنے خون کا عطیہ کسی کو دیتا ہے یا کوئی غلط جنسی تعلق قائم کرتا ہے یا لواطت کا مرتکب ہوتا ہے تو دوسرا اس سے متاثر ہو جاتا ہے، ایک ہی سرنج (Syringe) سے کئی لوگوں کو انجکشن لگانے سے بھی یہ پھیلتا ہے، اس سے بچنے کے لئے سب سے زیادہ ضروری یہ ہے کہ جنسی بے راہ روی سے آدمی پرہیز کرے اور اگر اسے خون دینے کی ضرورت پیش آئے تو اس بات کا اطمینان کر لینا ضروری ہے کہ اس کے خون میں ایڈز کے وائرس تو نہیں ہیں اور اسی طرح مستعمل بلیڈ (Blade) سے بھی پرہیز کریں۔

ایڈز سے متاثرین کی تعداد:

اقوام متحدہ کے ادارہ برائے انسداد ایڈز کی رپورٹ کے مطابق گزشتہ ایک سال میں ایڈز کے ذریعہ ساٹھ لاکھ لوگ لقمہ ءاجل بن چکے ہیں جن میں تیس لاکھ افراد مشرقی یورپ وافریقہ کے تھے' آج پوری دنیا میں ان کی تعداد میں ہر سال بیس فیصد اضافہ ہو رہا ہے۔اور ذرائع ابلاغ کے ذریعہ حکومت اس مہلک بیماری سے بچنے کی ہدایت کرتی ہے لیکن جنسی انارکی اور طوائفوں کے اڈے ملک کے ہر حصہ میں بدستور قائم ہیں' مثال کے طور پر صرف ممبئی میں ایک اندازے کے مطابق ایک لاکھ سے زائد طوائفیں ہیں۔ان میں سے ہر ایک اوسطاً روزانہ چھ سات مردوں سے ہم بستری کرتی ہیں۔جن سے اس مرض کو بے تحاشا بڑھاوا ملتا ہے' ہندوستان کی شہری آبادی کا ۲۸ فیصد حصہ اس سے متاثر ہے جب کہ ہندوستان کی ۷۵ فیصد آبادی دیہات میں رہتی ہے جہاں شہروں کی طرح علاج کی جدید سہولتیں میسر نہیں ہیں' اس لئے ایڈز آج بھی ان کے لئے ایک نامانوس لفظ بنا ہوا ہے اور بڑی تیزی سے ملک کے ہر حصہ میں پھیل رہا ہے۔اس کا علاج کیا ہے یہ ہمارے موضوع سے خارج ہے البتہ شرعی احکام کیا ہیں' اس کی مختصراً وضاحت پیش ہے۔

ایڈز کے شرعی احکام:

علماء نے ایڈز کی مختلف شکلیں اور اسباب بیان کئے ہیں جو حسب ذیل ہیں:

۱۔　جنسی عمل یا خون دینے سے اگر مرض واقعتاً دوسروں تک منتقل ہوتا ہے تو مریض پر لازم ہے کہ ایسے کسی بھی عمل سے احتراز کرے جو دوسروں تک انتقال مرض کا موجب ہو' چنانچہ اگر کسی ایسے مریض نے اس مقصد سے جنسی عمل کیا یا اپنا خون کسی کو دیا اور بیوی کو یا جس کو خون دیا ہے' ایڈز کی بیماری لاحق ہو جائے تو شرعاً وہ شخص مجرم و قابل تعزیز قرار پائے گا اور گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوگا۔

۲۔　اور اگر قصداً ایسا نہیں کیا ہے مگر جانتا ہے کہ یہ عمل دوسرے کو مریض کردے گا تو شرعاً گناہ گار اور مجرم ہوگا' البتہ پہلے کے مقابلے میں یہ جرم ہلکا سمجھا جائے گا۔

۳۔　تیسری صورت اضطرار کی ہے مثلاً مریض کے گروپ کا خون کہیں دستیاب نہیں اور بغیر خون دیئے اس کی جان بچنی ممکن نہیں' ایسی صورت میں اگر کسی نے انسانی ہمدردی کے اقتضا سے خون دیا تو وہ قابل مواخذہ نہ ہوگا' البتہ اسے خون لینے والے کو اصل صورت سے مطلع کر دینا چاہیے۔(طبی اخلاقیات:ص:۱۸۹)

ایڈز کی وجہ سے فسخ نکاح:

اگر کسی مسلمان عورت کا شوہر ایڈز کا مریض ہے مگر اس کی بیوی کو یہ مرض لاحق نہیں اور انتقال مرض کا خوف سے اس عورت کا اپنے شوہر کے ساتھ رہنا ممکن نہیں تو ایڈز ان عیوب میں شامل مانا جائے گا جو تفریق کا سبب ہوتی ہیں' یعنی اس مرض کی بناء پر عورت فسخ نکاح کا مطالبہ کر سکتی ہے' یہ مسلک مالکیہ' شوافع اور حنابلہ کا ہے لیکن امام ابوحنیفہؒ کے

نزدیک شوہر کے نامرد یا مقطوع الذکر ہونے کے سوا کسی اور صورت میں عورت تفریق کا مطالبہ نہیں کر سکتی ہے' (ہدایہ: ۲/ ۴۰۱) اسی طرح اگر ایڈز کے مریض نے اپنا مرض چھپا کر کسی عورت سے نکاح کرلیا تو بھی اسے فسخ نکاح کا حق حاصل ہوگا گو اس میں تفصیل ہے تاہم بنیادی طور پر اس کی دو شکلیں ہیں:

۱۔ یہ مرض جنسی اعتبار سے ایک کو دوسرے کے لئے نا قابل انتفاع بنا دے۔

۲۔ وہ مرض جو قابل نفرت ہوں اور ان کے متعدی ہونے کا اندیشہ ہو جیسے برص و جذام و جنون وغیرہ' اسی پر متاحرین علماء کا فتویٰ ہے۔ (دیکھئے: سبل السلام' ص: ۱/ ۱۳۴' کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ' ص: ۴/ ۱۸۰)

مذکورہ تفصیلات کی روشنی میں دیکھا جائے تو سوائے امام ابوحنیفہؒ کے جمہور کے نزدیک ایڈز ان امراض میں شامل ہے جن کی وجہ سے عورت کو حق تفریق حاصل ہے' کیونکہ یہ مرض برص و جذام سے بھی زیادہ خطرناک اور متعدی ہے اور جنسی ربط میں مرض کی منتقلی کا سبب بھی ہے' اس لئے ایڈز زدہ شوہر سے بیوی اپنی جنسی تسکین حاصل نہیں کر سکتی ہے' بنابریں وہ نامرد ہی کے حکم میں ہے۔

ایڈز کے مریض بچوں کا اسکول میں داخلہ:

ایڈز کے شکار چھوٹے بچے بھی ہوتے ہیں' ان کے متعلق عمومی رائے یہ ہے کہ احتیاطی تدبیر اختیار کرنے کے باوجود انہیں تعلیم سے محروم نہ کیا جائے' کیونکہ تعلیم ان کا بنیادی حق ہے جس کے لئے علیحدہ ادارے اور سکول قائم کئے جاسکتے ہیں۔ مگر ایڈز کا مرض خون کی منتقلی یا جنسی تعلق سے ہوتا ہے لیکن ساتھ اٹھنے بیٹھنے یا ایک دوسرے سے ہاتھ ملانے یا ملنے سے نہیں پھیلتا اس لئے اسکولوں میں ان کے داخلے میں قباحت نہیں ہے۔ جبکہ کیرلا کے دو متاثر بچوں کو اسکول سے اسی بنا پر نکال دیا گیا اور تمل ناڈو میں ایڈز کے قریب المرگ نوجوان کو زندہ دفن کرنے کی کوشش کی گئی' نیز مہاراشٹر (جٹ تعلقہ) کی بے یار و مددگار بیوہ عورت جس کا شوہر ایڈز سے مرچکا ہے اور بیٹا جو اس مرض سے محفوظ ہے دونوں کا سماجی بائیکاٹ کیا گیا ہے۔ (۲۰ دسمبر ۲۰۰۲ء عالمی سہارا' ص ۲۷)

ایڈز کی بناء پر اسقاط حمل:

اگر حالت حمل میں بچہ پیٹ میں ایڈز کا شکار ہو جائے تو اس سلسلہ میں علماء کی رائے ہے کہ جنین میں روح ۱۲۰ دن بعد پھونکی جاتی ہے۔ اگر روح پیدا ہو چکی ہے اور بچہ کے ایڈز سے متاثر ہونے کا اندیشہ ہو تب بھی اسقاط حمل جائز نہیں' نفخ روح کے بعد اسقاطِ حمل کی حرمت پر اجماع و اتفاق ہے' شیخ الاسلام حافظ احمد بن تیمیہؒ (م ۷۲۸ھ) اپنے فتویٰ میں لکھتے ہیں "اسقاط الحمل حرام باجماع المسلمین" (فتاویٰ ابن تیمیہ' ص: ۴/ ۳۱۷)' (اسقاط حمل بالاجماع حرام ہے)۔

شیخ احمد علیش مالکی لکھتے ہیں: التسبب فی اسقاطہ بعد نفخ الروح فیہ محرم اجماعاً وھو من قتل النفس' (فتح العلی

المالک‘ ص:۱/۹۹) (روح پڑنے کے بعد اسقاط حمل کے ذرائع اختیار کرنا بالا جماع حرام ہے اور یہ قتل نفس کے حکم میں ہے) البتہ روح پڑنے سے پہلے عذر کی بنا پر بعض فقہا کے نزدیک اسقاط کی گنجائش ہے‘ جس طرح کہ باپ میں اگر اتنی استطاعت نہ ہو کہ دوسری عورت سے بچے کو دودھ پلوا سکے تو مولود کی غذائی ضرورت کے تحت حمل کا اسقاط کرا سکتا ہے کیونکہ بچہ کا موروثی طور پر ایڈز کے ساتھ پیدا ہونا اس سے شدید تر عذر ہے لیکن یہ اجازت بھی روح پڑنے سے پہلے کے لئے ہے نا کہ اس کے بعد۔ (طبی اخلاقیات‘ ص:۱۸‘ ناشر: اسلامک فقہ اکیڈمی)

۳۔ مصنوعی بارآوری اور ٹیوب بے بی کی شرعی حیثیت:

طب جدید نے ایک خطرناک ایجاد مصنوعی بارآوری یا ٹیوب بے بی کے نام سے کی ہے‘ جو شرعی اعتبار سے انتہائی حساس نوعیت کا معاملہ اور مختلف گوشوں کو حاوی ہے‘ جس سے خاندانی‘ سماجی‘ واخلاقی طور پر سنگین حالات مرتب ہوتے ہیں‘ اس کے مختلف طریقے آج مختلف مغربی ممالک میں رائج ہیں‘ اور ان سے شرعی نقطہ نظر سے بہت سے مسائل اٹھ کھڑے ہوئے ہیں جن میں نسب وحرمت‘ مصاہرت‘ فراش زوجیت‘ غیر مرد کے ساتھ حاملہ عورت کا تعلق‘ عورت اور استبارئے رحم کے احکام شامل ہیں‘ ان کے علاوہ عورت کے اندر داخلی بارآوری یا نلکی کے اندر خارجی بارآوری کے بعد رحم میں انجکٹ کرنے کی ناجائز صورتوں کے ارتکاب پر وجوبِ حد کی سزا وغیرہ کے سارے ابواب ایک ساتھ کھل جاتے ہیں‘ رابطہ عالم اسلامی کی فقہ اکیڈمی نے اس پر دو سیمنار کرائے‘ ایک ۱۱ تا ۱۶ ربیع الثانی ۱۴۰۴ھ اور دوسرا آٹھواں سیمنار ۲۸ ربیع الثانی ۱۴۰۵ھ میں منعقد کیا‘ ان میں اصل مسئلے کا تجزیہ کرتے ہوئے کہا گیا کہ اولاد حاصل کرنے کیلئے بارآوری (یعنی مرد اور عورت کے درمیان براہ راست جنسی تعلق کے بغیر غیر فطری طریقے) کے درج ذیل دو بنیادی طریقے ہیں:

۱۔ اندرونی بارآوری کا طریقہ: یعنی مرد کے نطفہ کو عورت کے اندر مناسب مقام پر انجکٹ کردیا جائے۔

۲۔ بیرونی بارآوری کا طریقہ: یعنی مرد کے نطفہ اور عورت کے انڈے کو ایک ٹسٹ ٹیوب میں رکھ کر طبی لیبارٹری میں بارآوری کی جائے پھر اس بارآور انڈے کو عورت کے رحم میں ڈال دیا جائے۔

ان دونوں ہی طریقوں میں عورت کی بے پردگی اس کام کو انجام دینے والے کے سامنے لازمی ہے‘ اس پر مزید بحث ومباحثہ سے یہ بات سامنے آئی کہ حمل وتولید کی غرض سے اندرونی یا بیرونی بارآوری کے لئے اپنائے جانے والے طریقے مختلف حالات میں سات ہیں‘ ان میں دو کا تعلق اندرونی بارآوری سے ہے اور پانچ کا بیرونی بارآوری سے ہے‘ داخلی بارآوری کے طریقے یہ ہیں:

۱۔ ایک شادی شدہ مرد کا نطفہ لے کر اس کی زوجہ کی رحم میں مناسب مقام پر انجکٹ کردیا جائے جہاں نطفہ فطری طریقے پر اس انڈے کیساتھ مل جائے جو بیوی کی انڈادانی خارج کرتی ہے‘ اس طرح دونوں میں بارآوری ہو پھر